اسٹیو جابز :زندگی کی کہانی (حصہ دوم)

اور میں کبھی بھی نیا کاروبار شروع نہیں کرسکوں گا۔ مجھ سے اتنی بڑی غلطی سرزد ہوئی تھی کہ میں نے سوچا اس شعبے کو ہی خیر باد کہہ دوں لیکن آخری حربے کے طور پر میں نے اپنے ساتھیوں سے معافی مانگنے کا فیصلہ کیا لیکن یہاں بھی مجھے ناکامی ہوئی اور کمپنی نے مجھے دوبارہ رکھنے سے صاف انکار کردیا۔ میرے لئے ترقی کے تمام دروازے بند ہوگئے، قسمت نے مجھے آسمان سے زمین پر پٹخ دیا، ہر طرف تاریکی ہی تاریکی اور حبس کا ماحول تھا لیکن اس تاریک ماحول میں ایک کونہ ایسا بھی تھا جہاں سے روشنی کی باریک سی کرن اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آرہی تھیں، وہ کونہ میری امید تھی۔ پتہ نہیں میرے اندر ایسی کیا چیز تھی جو بار بار مجھے کہے جارہی تھی کہ جو کچھ بھی میں نے کیا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ بلاشبہ میری رائے سے کمپنی کو وقتی طور پر خسارے کا سامنا کرنا پڑا لیکن میرا دل یہ کہہ رہا تھا اگر میری سوچ کو عملی جامہ پہنایا جائے تو اسے کوئی نہیں ہرا سکتا۔ مجھے کل بھی اپنے کئے پر کوئی شرمندگی نہیں تھی اور آج بھی میرے وژن میں رتی برابر کوئی فرق نہیں آیا۔ لہٰذا میں نے پھر سے اپنے وژن کی تکمیل کی ٹھان لی اور نیا بزنس شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ مجھے اُس وقت تو محسوس نہیں ہوا لیکن بعد میں یہ نتیجہ نکلا کہ ایپل سے فراغت میرے لئے کتنی مفید ثابت ہوئی جس نے ایک مرتبہ پھر مجھے تخلیقی دنیا میں گم کردیا اور میں نے آئندہ پانچ برسوں میں میں تین بڑی کامیابیاں حاصل کیں، میں نے NEXT کے نام سے ایک کمپنی شروع کی، پھر ایک اور کمپنی PIXER کے نام سے شروع کی، اور اسی عرصے میں ایک منفرد خاتون کی محبت میں گرفتار ہوا جو بعد ازاں میری بیوی بنی، PIXER کی بدولت دنیا کے سب سے پہلی کمپیوٹرائیز اینی میٹڈ فیچر فلم، Toy Story بنی اور آج یہ دنیا کا سب سے کامیاب اینی میشن اسٹوڈیو کہلاتا ہے۔ اپنی منفرد حیثیت کی بدولت ایپل نے میری کمپنی NEXT کو خرید لیا اور میں ایک مرتبہ پھر ایپل میں دوبارہ واپس آگیا اور جو ٹیکنالوجی جو ہم نے NEXT کیلئے ترتیب دی تھی، آج وہ ایپل کی جان سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ میری اہلیہ لورین اور میں بہترین زندگی گزار رہے ہیں۔

میں اپنی دوسری کہانی سے آپ کو یہ سبق دینا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات زندگی میں بہت سی پریشانیاں اور تکلیفیں آتی ہیں۔ آپ صحیح سلامت اپنی منزل کی طرف گامزن ہوتے ہیں لیکن اچانک قسمت آپ کو اوپر سے نیچے پھینک دیتی ہے ایسی صورت میں کبھی مایوس ہوکر امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ میری زندگی کی وہ واحد شے جس نے مجھے دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا کیا وہ میری چاہت تھی اور مجھے اُس وقت تک چین نہیں ملا جب تک کہ میں نے اپنی چاہت کو پا نہ لیا۔ لہٰذا آج سے آپ نے خود کو پرکھنا ہے اور یہ تلاش کرنا ہے کہ آپ کس چیز سے محبت کرتے ہیں، اور پھر جب آپ اپنی محبت کو پالیں تو اسے ایسے ہی نبھائیں جیسے سچی محبت نبھائی جاتی ہے۔ عظیم کام وہی ہے جس سے آپ کا دل مطمئن ہو اور دلی اطمنان اُسی وقت حاصل ہوسکتا ہے

جب آپ اپنے کام سے محبت کریں اوراس کے بغیر آپ کو سکون نہ ملے۔ رفتہ رفتہ آپ دیکھیں گے کہ اس میں بہتری آتی جائے گی اورایک دن یہ پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گی۔ لہٰذا آج سے یہ عہد کریں کہ اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک آپ اپنی محبت کو تلاش نہ کرلیں۔

میری تیسری کہانی موت سے متعلق ہے

میں جب 17 برس کا تھا تو بزرگوں سے سنا کرتا تھا کہ ''آپ اپنا ہر دن یہ سوچ کر گزاریں کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے''۔ اس چیز نے زندگی پر بہت گہرا اثر ڈالا اور گزشتہ 33 برسوں سے میں ہر صبح آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر خود سے سوال کرتا ہوں کہ ''اگر آج میری زندگی کا آخری دن ہو تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا مجھے اُس کام میں ہاتھ ڈالنا چاہئے جو میں آج کرنے جا رہا ہوں؟۔ یہ سوچ مجھے اس نتیجے پر پہنچاتی ہے کہ میں وہ کام کروں جو سب سے زیادہ ضروری ہو اور وہ کام جو بار بار کرنے کے باوجود بھی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو رہا تو اُسے ترک کر کے اُس کی جگہ کوئی با مقصد کام کیا جائے۔ جلد مرنے کا خیال ایک ایسا ہتھیار ہے جس نے مجھے زندگی میں بہت مدد دی، کیونکہ تمام خوشیاں، غم، پریشانیاں، تکلیفیں اور خواہشات موت کا نام سن کر ہی بھاگتی ہیں اور آپ ایسی کیفیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ کوئی ہار آپ کو ہرا نہیں سکتی، کسی قسم کا خوف، دھمکی، دھونس اور نقصان کا اندیشہ آپ کے ارادے متزلزل نہیں کرسکتا اور آپ یکسو ہو کر اپنے مشن کی تکمیل کیلئے نکل پڑتے ہیں۔ لہٰذا میرا آپ کو مشورہ ہے کہ آپ تمام کام ایک طرف رکھ کر صرف اُسی کام میں ہاتھ ڈالئے جو آپ سب سے زیادہ ضروری سمجھتے ہوں۔

یہاں میں آپ کو موت سے متعلق ایک دلچسپ واقعہ سناتا ہوں ایک سال قبل میرے جسم میں کینسر کی تشخیص ہوئی اور ڈاکٹروں نے مجھے لاعلاج قرار دے کر موت کی تیاری کا مشورہ دیا۔ اس تشخیص کے بعد میں پورا دن گہری سوچ میں ڈوبا رہا۔ رات کو میرا ایک اور ٹیسٹ ہونا تھا جہاں ڈاکٹروں نے ایک آلہ میرے حلق کے ذریعے متاثرہ حصے تک پہنچایا اور کچھ سیلز حاصل، میں چونکہ بے ہوش تھا لیکن میری اہلیہ نے بعد میں مجھے بتایا کہ جب ڈاکٹروں نے میرے سیلز کو جانچا تو وہ خوشی سے چلانے لگے، کیوں کہ یہ کینسر کی منفرد قسم تھی جس کا علاج سرجری کے ذریعے ممکن تھا۔ میرا آپریشن ہوا اور میں آج بالکل خیریت سے ہوں۔ موت کو اس قدر قریب سے دیکھنے کے بعد میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی بھی شخص مرنا نہیں چاہتا لیکن موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ میرے نزدیک موت زندگی کی سب سے بڑی ایجاد ہے، یہ زندگی متغیر ہے، یہ پرانی چیزوں کو ہٹا کر نئی چیزوں کیلئے راہ ہموار کرتی ہے۔ معذرت کے ساتھ اس وقت آپ سب نوجوان ہیں لیکن آہستہ آہستہ آپ بوڑھے ہوتے جائیں گے اور ایک دن مر جائیں گے پھر آپ کی جگہ کوئی اور لے لے گا۔ آپ کے پاس محدود وقت ہے، لہٰذا

اپنا وقت کسی اور کی زندگی گزارنے میں صرف نہ کریں۔ دوسروں کی سوچ کے مطابق زندگی گزارنا چھوڑ دیئے، اپنی رائے کو اہمیت دیجیئے، اپنے دل کی آواز سنیں کیونکہ آپ کا دل بہتر جانتا ہے کہ آپ کیا بننا چاہتے ہیں۔ باقی سب ثانوی چیزیں ہیں۔
میں جب چھوٹا تھا تو ہمارے دور میں ایک بڑی حیرت انگیز کتاب شائع ہوئی جس کا نام تھا'' The Whole earth cataloge '' یہ اپنے دور کی بائبل سمجھی جاتی تھی۔ اس کتاب میں روزمرہ استعمال کی چیزوں کی فہرست، تفصیلات، قیمت اور دکان کا پتہ جہاں سے یہ دستیاب ہوتی، شامل تھیں۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ یہ گوگل کی کتابی شکل تھی، یعنی گوگل 35 برس قبل تخلیق ہو چکا تھا۔ 1970ءمیں کتاب کے مصنف سٹیورڈ برانڈ نے جب اس کا آخری ایڈیشن نکالا تو کتاب کی پشت پر ایک عبارت درج کی ''Stay Hungry. Stay Foolish'' (اس عبارت کا لغوی معنیٰ بھوکے رہو اور بے وقوف رہو ہے لیکن اصطلاحاً بھوکے رہنے سے مراد بہتری کی تڑپ، بہتر زندگی کیلئے جدوجہد اور کسی صورت اس پر سودے بازی نہ کرنا ہے جبکہ بے وقوف یا جاہل رہنے سے مراد دنیا جہاں سے بے پرواہ ہو کر ہر وقت کچھ نہ کچھ سیکھتے رہنا اور کبھی یہ نہ سوچنا کہ میں نے تمام چیزیں سیکھ لی ہیں)۔ سٹیورٹ کا یہ پیغام اُس وقت ہمارے لئے تھا لیکن آج جب آپ اپنی زندگی کی ابتدا کر رہے ہیں تو میرا یہی پیغام آپ کیلئے ہے۔ Stay Hungry, Stay Foolish
جو بز اپنی تقریر ختم کر کے نشست کی طرف بڑھا تو دنیا نے دیکھا کہ نہ صرف اسٹیج پر موجود کالج کے پروفیسرز، ڈاکٹرز، انجیئرز اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اعلیٰ ترین شخصیات بلکہ ہال میں موجود طلبہ کی کثیر تعداد بھرپور تالیوں کی گونج میں ایک ایسے شخص کو خراج تحسین پیش کر رہی ہے جس کے پاس نہ ہی کوئی ڈگری تھی اور نہ ہی اُس کے نام کے ساتھ ڈاکٹر یا پروفیسر جیسے القابات، اُس کے پاس تو صرف اُس کا عمل تھا جس نے کئی لوگوں کی زندگیوں میں آسانیاں پیدا کر دی اور یہ اُس کے عمل ہی کا نتیجہ ہے کہ آج اُس کی وفات پر پوری دنیا اُداس ہے۔ سٹین فورڈ کالج کی یہ الوداعی تقریب پیغام دے رہی ہے کہ انسانی عظمت ڈگریوں سے نہیں بلکہ عمل سے حاصل کی جاسکتی ہے اور عمل بھی وہ جو اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کیلئے ہو۔
کامیابی یہ نہیں کہ آپ کتنی بلندی تک پہنچے بلکہ کامیابی یہ ہے کہ آپ کی وجہ کوئی کتنی بلندی تک پہنچا اور ابھی جب میں مضمون ختم کر رہا ہوں تو میرے موبائل پر ایک میسج آیا کہ '' زندگی بہتر ہوتی ہے جب آپ خوش رہتے ہیں کسی بھی وجہ سے، لیکن زندگی بہترین ہوتی ہے جب دوسرے خوش رہیں آپ کی وجہ سے''